ادبیات

عرضِ شوق

جناب عامر عثمانی

شریر بادِ سحر چمن میں نہ جانے کیا چال چل رہی ہے
ٹپک پڑے ہیں گلوں کے آنسو کلی کلی آنکھ مل رہی ہے

یہی خموشی جو آج آغوشِ یاس و حرماں میں پل رہی ہے
کسی کی جرأت نوازیوں سے کبھی سراپا غزل رہی ہے

غرور کہتا ہے دور رہیے، مگر تمنا مچل رہی ہے
نہ صرف میں مضطرب ہوں تنہا اُدھر بھی آپس میں چل رہی ہے

رہِ محبت میں ہر قدم پر حیات کروٹ بدل رہی ہے
بھڑک رہے ہیں جنوں کے شعلے، خرد کی زنجیر گل رہی ہے

یہی محبت جو نور بن کر دلوں کے سانچے میں ڈھل رہی ہے
ظہورِ بزمِ جہاں سے پہلے شریکِ حسنِ ازل رہی ہے

کبھی توجہ کبھی تغافل، کبھی تقاضا کبھی تساہل
ہے سب کا درپردہ ایک حاصل مگر سیاست بدل رہی ہے

بلا سے مٹ جائے نوجوانی ہے گرمیٔ عشق غیر فانی
اُسی قدر بڑھ رہی ہے تابش یہ دوپہر جتنی ڈھل رہی ہے

جنابِ زاہد کی سلطنت میں بجا کہ میخانے ٹوٹ جائیں
مگر اُسے کیا کریں گے حضرت جو آنکھوں آنکھوں میں چل رہی ہے

وہ اولیں دیدِ بے ارادہ وہ ان کی پہلی نگاہِ سادہ
وہی تو ارمان و آرزو کی حیات کا ماحصل رہی ہے

تمام تر عمر نامرادی کٹی ہے ان خود فریبیوں میں
کہ آج ہے درد کی جو شدت نہ کل رہے گی نہ کل رہی ہے

شرابِ سادہ کے پینے والو شرابِ کوثر کا فرق سمجھو
یہ جام و ساغر میں ڈھل رہی ہے وہ انکھڑیوں سے اُبل رہی ہے

ہجومِ اشکِ رواں سے پہلے جو آگ روشن تھی صرف دل میں
یہ اور اشکوں نے قہر ڈھایا وہ آگ آنکھوں میں جل رہی ہے

ہزار پروانے جان دیدیں ہزار فانوس ٹوٹ جائیں
مگر ہمیں تو یہ غم ہے عامر کہ شمع خود بھی پگھل رہی ہے